جماعت کی مالی قربانی کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ساری جماعت پر جو فضل نازل فرمائے وہ حیرت انگیز ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 رنومبر 1996ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗۤ اَجْرٌ
کَرِیْمٌ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ
بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ ذٰلِكَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۳﴾

(الحدید: 12، 13)

پھر فرمایا:

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے یہ آج کے خطبہ کی تمہید بنیں گی کیونکہ آج تحریک جدید کی مالی قربانی سے متعلق خطبہ دینا ہے اور نئے سال کا آغاز کرنا ہے۔ مالی قربانی کی روح کو جس طرح قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر پیش فرمایا ہے ان میں سے ایک یہ آیت ہے جو ایک نئے عجیب انداز میں قرآن کریم کا مالی قربانی کا فلسفہ پیش فرماتی ہے اور دراصل یہ فلسفہ ایک دنیاوی فلسفے کے مقابلے پر رکھا گیا ہے۔ عام طور پر ان آیات کا ترجمہ تو کیا جاتا ہے مگر جن مضامین سے ان کا تقابل ہے ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَ لَہٗۤ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ وہ اس قرضے کو اس کے لئے بڑھا دے اور پھر اجر کریم اس کا باقی رہے یعنی قرضے کو بڑھانا اس قرضے کی جزا نہیں ہوگا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ جب بھی کچھ لیتا ہے بڑھا کر ہی دیتا ہے تو اس کا سب حساب چکا دیا جاتا ہے۔ اسے اس سے بڑھ کر دیا جاتا ہے جو اس نے دیا، بہت بڑھ کر دیا جاتا ہے اور اجر کریم پھر بھی باقی ہے، وہ معزز اجر جو اس کا باقی دنیا کے خدمت کرنے والوں سے ممتاز کر دے گا۔ تجارت میں روپیہ لگانے والوں سے ان کا مقام کہیں سے کہیں بڑھا دیتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ قرضِ حسنہ کی خدا کو ضرورت کیا ہے۔ جو دینے والا ہے جو عطا کرنے والا ہے جو بڑھا کر دیتا ہے پھر بھی حساب نہیں چکاتا، بند نہیں کرتا کھاتہ، کہتا ہے میرے علم میں بہت کچھ تمہارے لئے باقی ہے۔

تو دراصل اس مضمون کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کے ان احکامات پر غور کرنا چاہئے جو سود کی مناہی سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن کریم نے سود کے نظام کی جڑیں اکھیڑ دی ہیں اور ہرگز مومن کو اجازت نہیں کہ اپنا روپیہ اس شرط پر کسی کو دے کہ وہ بڑھا کر واپس کرے۔ اب اس کا متبادل ایک عام تجارت بھی ہوسکتا ہے لیکن ہر شخص کو تجارت کا فن نہیں آتا، ہر شخص اپنے روپے کا بہترین مصرف نہیں جانتا۔ تو اگر اللہ تعالیٰ روپے کا ایسا مصرف بند فرما دے جس کے نتیجے میں آپ کو دکھائی دیتا ہے کہ وہ روپیہ بڑھ رہا ہے اور عملاً جن ہاتھوں میں وہ روپیہ بڑھتا ہے وہ اسے گھٹانا بھی جانتے ہیں اور نتیجۃً ہمیشہ گھٹتا ہے، بڑھتا نہیں۔ اس سودے سے آپ کو بچایا ہے خطرناک ضیاع سے آپ کو بچا لیا یہ حکم دے کر کہ سودی کاروبار میں داخل نہ ہونا تم جتنا روپیہ بینک میں رکھو گے تم سمجھو گے کہ بڑھ رہا ہے مگر جب ایک عرصے کے بعد اصل حقیقتوں سے اس بڑھی ہوئی رقم کی قدر کا مقابلہ کرو گے تو ہمیشہ گھاٹا پاؤ گے۔ آج ایک لاکھ روپیہ بینک میں رکھاتے ہیں آج ایک لاکھ روپیہ کا مکان بھی خرید سکتے ہیں اور جو مختلف قسم کی مصنوعات ہیں یا ایگریکلچر کی Production، زراعتی جو بھی پھل اور سبزیاں اور گندم اور جو کچھ بھی زراعت میں پیدا ہوتا ہے میرا مطلب یہ ہے زراعتی پیداوار اس کو بھی خرید کے دیکھ سکتے ہیں کہ ایک لاکھ میں کتنا آتا ہے چھ سال میں جب آپ کا روپیہ دگنا ہو چکا ہوگا جو بینک میں پڑا پڑا دگنا ہوا ہے تو وہی مکان خریدنے کی کوشش کریں جو چھ سال پہلے آپ ایک لاکھ میں خرید سکتے

تھے اس کی بسا اوقات سوائے اتفاقی حادثات کے وہ مکان آپ کے ہاتھ سے آگے جا چکا ہوگا۔ جو کچھ آپ مصنوعات یا پیداوار کی صورت میں چیزیں خرید سکتے تھے چھ سال پہلے، چھ سال کے بعد دو لاکھ میں وہ نہیں خرید سکیں گے اور انفلیشن (Inflation) کا جو ریٹ ہے جو اس کی رفتار ہے وہ سود کی بڑھتی ہوئی آمد سے ہمیشہ تیز ہوتی ہے کیونکہ یہ جمع ہوتی چلی جاتی ہے۔ سود کی رفتار تو فکسڈ ہے یعنی اگر دس فیصدی آپ کو ملے گا، وہ تو دس فیصدی ملتا نہیں۔ یہ دگنا ہونے کی بات بھی زیادہ سے زیادہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں عملاً دینے کے ہاتھ اور ہیں اور لینے کے ہاتھ اور ہیں اور اگر بڑھ بھی جائے تو انفلیشن (Inflation) اکثر اوقات سوائے بعض اقتصادی حادثات کے وہ میں بحث نہیں چھیڑ رہا اس وقت اس کا تفصیلی جائزہ لینے کے باوجود بھی یہ بات ثابت کی جاسکتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ سود سے جتنا روپیہ آپ کا بڑھتا ہے طبعی ذرائع سے جو روپے کی قیمت کم ہو رہی ہے وہ بڑھوتی کو کم کر کے نیچے اتارے گی، آگے نہیں بڑھا سکتی۔ اس لئے وہ لوگ جو احمدی مجھ سے پوچھتے ہیں میں ان کو Real Estate کا جب مشورہ دیتا ہوں تو امر واقعہ یہ ہے کہ Real Estate اگر گر بھی جائے یعنی جائیداد، تو اس عرصے میں کچھ نہ کچھ وہ دے رہی ہوتی ہے اور وہ کل جو آمد ہے وہ سود سے بہر حال زیادہ ہے۔

مگر قرآن کریم نے جو نظریہ پیش فرمایا ہے وہ اور ہے۔ ہر بچانے والے کا روپیہ اس قابل ہوتا ہی نہیں کہ تجارت میں لگایا جاسکے۔ سرمایہ کاری کے لئے کچھ بنیاد تو ہونی چاہئے اور کچھ عقل بھی ہونی چاہئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ مشورہ نہیں دیا جو خطرات سے خالی نہیں ہے۔ بظاہر ایک منافع سے روکا جو منافع تھا ہی نہیں حکم وہ دیا ہے جو آپ سمجھتے ہیں ہمارے مقصد کے خلاف ہے حالانکہ آپ کے مقصد کی حفاظت کے لئے دیا گیا ہے لیکن اپنے زعم میں آپ سمجھتے ہیں او ہو اگر ہم روپیہ لگا دیتے نا سود پر، بینک میں رکھتے تو اب تک پتا نہیں کتنا ہو جانا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے وقوفی نہ کرو، ہم تمہیں اس سے بہتر ایک قرض کا نظام دکھاتے ہیں، ہمیں قرض دے دیا کرو۔ اب یہاں جب آپ پہنچ کر قرض کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو کتنا خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔

وہ جس نے قرض سے روکا تھا ایک غلط قرض سے روکا تھا اس نے اپنے ذمہ قرض وصول کرنا لے لیا اور فرمایا ہمیں کیوں نہیں دے دیتے قرضہ حسنہ۔ تم سمجھتے ہو قرضہ حسنہ نقصان کا سودا ہے اور واقعةً دنیا کے کاروبار میں جہاں سودی نظام ہو وہاں نقصان ہی دکھائی دے رہا ہے۔ فرمایا ہمارا ابھی تو

ایک روحانی بینک کھلا ہے تم اس میں قرضہ حسنہ دے کے دیکھو تم سے کیا ہوتا ہے۔ جتنا دو گے اس سے بہت زیادہ بڑھا کر ہم تمہیں واپس کر دیں گے اور پھر ہم کہیں گے ابھی اجر باقی ہے اور اجر بھی وہ باقی ہے جو کریم ہے۔ یہ جو نظام ہے اس کا تجربہ کرنے والوں نے ہمیشہ توقع سے بھی بڑھ کر کارفرما دیکھا ہے کبھی بھی اس میں غلطی نہیں ہوئی جو خدا کی خاطر اپنے روپیہ کی غلط سرمایہ کاری نہیں کرتے اس سے بچ جاتے ہیں ان کے روپے میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکتیں عطا فرماتا ہے۔

اور دوسرا جو اس کے علاوہ خدائی نظام کو قرض دیتے ہیں ان کی تو نسبتیں ہی بدل جاتی ہیں ان کی کیفیات میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اتنی برکتیں ملتی ہیں کہ اس کا عام انسان جس کو تجربہ نہ ہو تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جماعت کی مالی قربانی کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ساری جماعت پر جو فضل نازل فرمائے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور بڑھتا ہوا مالی قربانی کا رجحان بتا رہا ہے کہ خدا نے دیا تھا تو واپس کر رہا ہے پہلے تھوڑا قرض دیا تھا پھر اس سے زیادہ، پھر اس سے زیادہ بڑھتے بڑھتے کہیں سے کہیں بات جا پہنچتی ہے۔ آج ایک مجلس سوال و جواب میں نثار صاحب آپ کے فنانس سیکرٹری جو UK کے بڑی دیر سے فنانس سیکرٹری ہیں ماشاء اللہ، ان سے میں نے پوچھا کہ آپ کا کیا تجربہ ہے آپ نے کب چارج لیا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے 1980ء میں لیا تھا۔ میں نے کہا اس وقت جماعت کی مالی توفیق کیا تھی اور کتنا چندہ تھا تو انہوں نے کہا سارے چندے ملا لیں طوعی، غیر طوعی، تحریک جدید، دوسرے وصیت، تو ایک لاکھ سے زیادہ بجٹ نہیں تھا اس سال۔ اب عام بجٹ جو ہے وہ بڑھ کے بارہ لاکھ تک جا پہنچا ہے اور اس کے علاوہ طوعی چندے ہیں ایسے جو شمار کر لیں تو بات کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔ جو سال گزرا ہے اس میں جماعت نے جو مسجد کے لئے قربانی دی ہے اور دیگر طوعی چندوں میں حصہ لیا ہے جماعت UK نے اس کا ٹوٹل (Sum) تین ملین کے قریب جا پہنچتا ہے۔ تو کہاں وہ ایک لاکھ اور ابھی 1980ء سے لے کر سولہ سال گزرے ہیں تو سولہ سال میں قربانی بڑھتے بڑھتے تین ملین تک خدا تعالیٰ نے توفیق بخش دی ہے اور جماعت کی آمد میں کمی نہیں ہوئی بلکہ بڑھ رہی ہے۔ نئی نسلوں سے خدا کا حیرت انگیز سلوک ہے۔ عجیب و غریب کاروبار ہیں اور لڑکے آ کے، جب نوجوان مجھے باتیں بتاتے ہیں تو ہنستے ہیں کہ یہ ہوا کیسے؟ کہتے ہیں ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کیا بات تھی۔ ایک نوجوان ملنے کے لئے

آئے انہوں نے کہا مجھے امریکہ میں ایک نوکری ملی ہے اتنی زیادہ آمد ہے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی آمد ہے۔ میں نے کہا تم بڑے اچھے رہے ہوگے انٹرویو میں۔ انٹرویو، کیا خاک میں نے انٹرویو دیا۔ انٹرویو لینے والا اتفاق ایسا ہوا کہ وائس پریذیڈنٹ خود تھا اس نے دو باتیں کیں۔ اس نے کہا تم پاس ہو باقیوں کے Que لگے ہوئے تھے۔ انٹرویو دینے والوں کے بورڈ میں کتنے ہی آئے، ناکام ہوئے۔ اس نے دیکھا پہچان لیا کیونکہ وہ طاقت بھی رکھتا تھا اور فراست بھی، اس نے کہا باتیں کرو بس، چلو اب جاؤ بھاگو تم، پیش ہو جاؤ کام کے لئے اور جو اس کی Salary میں نے بھی سنی، میں آپ کو بتا تا نہیں اس کا ذاتی راز ہے، مگر میں حیران رہ گیا اور چونکہ جانتا ہے کہ اللہ کا فضل ہے وہ اس ارادے کا اظہار کر کے گیا کہ سوال ہی نہیں اب میرے لئے کہ چندوں میں کسی قسم کی کمی کروں، پہلے وہ حق ادا کروں گا خدا کے شکرانے کے طور پر پھر باقی کاموں میں، چیزوں میں برکت پڑے گی۔

تو یہ مالی نظام جو قرضے کا نظام ہے اس کو اس پہلو سے اس پس منظر میں سمجھیں گے تو سمجھ آئے گی ورنہ لوگ پاگل کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کو قرضے کی کیا ضرورت ہے، اللہ غریب ہے اللہ فقیر ہے؟ اور یہ پاگل پہلے بھی ہوتے تھے اب بھی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران: 182) ہم اَغْنِيَآءُ ہیں اللہ فقیر ہے ہمارے پاس آئے ہیں پیسے دو لیکن کیسے دیتا ہے، کیسے لیتا ہے اور پھر کیا سلوک فرماتا ہے وہ مضمون دیکھ لیں تو انسان حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ خدا کے سلوک کو دیکھ کر کوئی ایسی بے حیائی کا کلمہ تصور میں بھی لا سکے۔ جو لیتا ہے دیا بھی تو اسی نے تھا یہ بھی نہیں سوچتے بے وقوف اور لیتا کیسے عذر رکھ کے، کیسی عزت نفس کو قائم کرتے ہوئے لیتا ہے یہ نہیں کہتا میں نے تمہیں دیا ہے مجھے واپس کر دو۔ یہ بھی کہتا ہے بعض جگہ لیکن اور رنگ میں، مجھے اس طرح واپس کرو کہ غریبوں کو دے دو۔ جہاں دین کی ضرورت ہے وہاں یہ ایک انداز ہے کہتا ہے قرضہ دو۔ تم قرضہ دیتے تو ہو لوگوں کو، تمہیں ایک قرضے سے منع کیا ہے اور ایک اور قرضے کا دفتر کھول رہا ہوں اور اس قرضے کے بعد پھر تمہیں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ساری جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے ہی ہوا ہے۔ دو دو آنے دینے والوں کو خدا نے ایسی برکتیں دیں، ان کی اولادوں کی کایا پلٹ کے رکھ دی ہے۔ اگر وہ یاد رکھیں کہ یہ کیوں آسمان سے

فضل نازل ہوئے ہیں تو پھر ان کو سمجھ آئے گی کہ یہ وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں۔ عام طور پر لوگ اپنے خاندانوں کی ان عظیم قربانیوں کو جو نسبتاً بہت ہی معمولی تھیں اس طرح بھلا دیتے ہیں کہ اس دو آنے کی کیا بات بچوں سے کرنی ہے یا چار آنے کی کیا بات کرنی ہے۔ یہ ان کو نہیں پتا کہ وہ چار آنے اور دو آنے ہی ہیں جواب لاکھوں کروڑوں بن گئے ہیں ان کے لئے اور وہی مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اس کو بڑھا دیتا ہے وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ۔ اَجْرٌ كَرِیْمٌ اس کے علاوہ اس کے لئے باقی ہے۔ تو اپنے بچوں کو یہ تو بتایا کریں تا کہ ان کو پتا چلے کہ خدا تعالیٰ کتنا بڑھاتا ہے اور کتنا بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

بعض خاندانوں سے میں اس خیال سے کہ ان کو یہ وہم نہ ہو کہ دنیا میں ترقی ہو رہی ہے سب باہر نکل رہے ہیں ترقیات ہر قسم کی مل گئی ہیں ہمیں بھی مل گئیں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے وہ رشتے دار جنہوں نے احمدیت کا انکار کیا اور آپ کے آباء جو احمدی ہوئے ان کو تکلیفیں بھی دیں ان کی اولادوں کا کیا حال ہے۔ تو اکثر اوقات اچانک ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ کہتے ہیں ان کی اولادوں کا تو حال ہی کوئی نہیں۔ کوئی ٹپری داس، کوئی فقیر، کسی کا برا حال، کوئی قرضے لے کر بھاگا ہوا لوگوں کے، کوئی جیل میں زندگی بسر کر رہا ہے، نہ گاؤں میں عزت نہ باہر۔ یہ مطلب نہیں کہ دنیا کی عزتیں ساری احمدیت کے لئے ہیں، دنیا کی عزتیں احمدیت کے لئے ہیں لیکن اصل اجر کریم ہے۔ باقیوں کو بھی ملتی ہیں مگر اجر کریم سے مرحوم ہیں اور ان کو جو ملتا ہے وہ قانون قدرت کے مطابق عام جاری نظام ہے اس سے ملتا ہے۔ یہ جو عطا اور قرضے کا نظام ہے اس کے نتیجے میں صرف جماعت احمدیہ کو مل رہا ہے اور یہ باریک فرق اگر آپ اپنی اولادوں کو نہیں بتائیں گے تو آگے وہ کئی نیکیوں سے محروم رہ سکتے ہیں اس لئے میں اکثر خاندانوں سے ملاقات کے وقت پوچھتا ہوں تم نے اپنے آباؤ اجداد کا کوئی ذکر کیا بچوں سے۔ بعض دفعہ ان کو بھی نہیں پتا ہوتا، شرمندہ ہوتے ہیں۔ کئی دفعہ میں ان کو بتاتا ہوں۔ میں نے کہا آپ کو میں بتاتا ہوں کہ آپ کے باپ کون تھے، آپ کے دادا کون تھے، آپ کے نانا کون تھے اور ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

پس یہ وہ اعلیٰ اقدار ہیں جن کا ذکر تفاخر کے طور پر نہیں، انکسار پیدا کرنے کے لئے کرنا ہے۔ تفاخر اور انکسار میں بڑا فرق ہے۔ پرانے لوگ اپنے آباؤ اجداد کی باتیں فخر سے بیان کرتے ہیں

خواہ آگے اولادیں ان سب نیکیوں سے محروم رہ گئی ہوں اور کہتے ہیں وہ ہمارے بڑے تھے اور جب آپ ان کی قربانیوں کا ذکر کریں گے کہ دو آنے دئے تھے یا چار پیسے دئے تھے یا چادر اتار دی تھی تو اس سے تفاخر کیسے پیدا ہوسکتا ہے، اس سے سوائے انکسار کے کچھ پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ تو وہی مضمون ہے جو ایاز اور محمود کا مضمون ہے۔ ایاز جب اپنے پرانے کپڑے دیکھتا تھا تو فخر کے لئے تو نہیں دیکھتا تھا ان گلے سڑے کپڑوں میں، اس ٹوٹے ہوئے صندوق میں کیا بات تھی جو ایاز کو کھینچے لئے چلی جاتی تھی۔ راتوں کو چھپ کر جاتا تھا، دیکھتا تھا انکسار کی خاطر، اس لئے کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں شاہی انعامات کے نتیجے میں کہ یہ میرا آغاز تھا یہ میری طاقت، جو کچھ بھی پونجی تھی یہی کچھ تھا ان کپڑوں سے نکلا ہوں تو شاہی محلات میں جا کے خلعتیں عطا ہوئی ہیں۔ تو تحریک جدید کی جو یادیں ہیں وہ بھی دراصل ایاز کی پونجی کی یادیں ہیں لیکن ایاز کی پونجی تو گل سڑ گئی، ان بزرگوں کی پونجی گلی سڑی نہیں وہ بڑھتی چلی گئی ہے اور آج آپ کے تفاخر، آپ کی جو بھی چیزیں ہیں اگر آپ ان کو یاد نہیں رکھیں گے تو پھر آپ میں فخر پیدا ہوگا، اگر اپنے آباؤ اجداد کی قربانیوں کو یاد رکھیں گے تو کبھی کوئی فخر کا سوال نہیں۔

یہ مضمون میں اس لئے تحریک جدید کے اعلان سے پہلے بیان کر رہا ہوں کہ اب جو میں اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھوں گا آپ حیران رہ جائیں گے کہ جماعت کتنی ترقی کر چکی ہے لیکن اپنا وہ پرانا بکس نہ بھولنا جس میں آپ کے پرانے کپڑے ہیں کہ ان کپڑوں نے ہی برکت بخشی ہے انہی عظیم بزرگوں کی قربانیاں ہیں جو اب یہ رنگ لائی ہیں اور ابھی آپ میں بہت گنجائش ہے۔ ان میں تو جتنی تھی وہ ساری پوری کر دی تھی انہوں نے، غریب لوگ تھے اس سے زیادہ کی طاقت ہی نہیں تھی۔ مگر جماعتوں میں جہاں میں ذکر کروں گا بہت عظیم قربانیاں ہیں مگر اس کے باوجود ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو میری نظر میں بھی ہے اور نظر میں نہیں بھی ہے جس کو استطاعت زیادہ ہے اور ابھی تک وہ اپنی استطاعت کے مطابق قربانی نہیں کر رہے۔ جب کوئی اچھا منتظم آ کر ان کے دلوں میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے قربانی کی روح ان کے اندر از سر نو زندہ ہونے لگتی ہے تو پھر خدا کے فضل سے ان جیبوں میں سے بہت کچھ نکل آتا ہے جو پہلے خالی دکھائی دیتی تھیں۔

تو ابھی بھی ان سب عظمتوں کے باوجود جو قربانی میں ہم نے حاصل کیں ان پہلی نسلوں کی قربانی کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ جس خلوص اور محبت اور پیار سے اپنی ساری توفیق کو استعمال

کرتے ہوئے انہوں نے قربانیاں دی ہیں اب بھی ہیں مگر نسبتاً کم ہیں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (الواقعہ: 14، 15)۔ پہلوں میں بہت بڑی جماعت تھی اب آخرین میں نسبتاً تھوڑے ہیں۔ مگر اس کے باوجود چونکہ خدا نے ہمارے پردے ڈھانک دیئے ہیں ہمارے اخلاص کو غیر معمولی عظمت بخشی ہے اور دنیا میں اس کا رعب قائم کر دیا ہے اس لئے یہ جو اعداد و شمار ہیں یہ آپ کو حیران کر دیں گے کس طرح خدا تعالیٰ ترقی پر ترقی عطا فرماتا چلا جاتا ہے اور یہ صرف مالی پہلو نہیں ہے، اَجْرٌ كَرِيْمٌ کی بات جو خدا نے فرمائی ہے اس کا بھی ذکر سن لیں۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

مالی ترقی کا وعدہ کر کے پھر آگے تفصیل بیان نہیں فرمائی وہ معمولی بات ہے، دنیا کی بات ہے۔ اجر کریم کا مضمون پھر آگے شروع کر دیتا ہے۔ فرماتا ہے جس دن تو مومنوں کو دیکھے گا اور مومنات کو يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ان کا نور ان کے آگے آگے بھاگے گا اور ان کے دائیں طرف بھی۔ دائیں طرف کیوں؟ اس لئے کہ جنت کا ذکر ہو رہا ہے جنت میں دائیں طرف ہی ہے کیونکہ بائیں طرف دنیا کی مظہر ہے۔ دنیا کی نعمتیں تو خدا دنیا میں ادا کر چکا ہوگا اس لئے ان کا ذکر نہیں چھیڑا۔ اب اَجْرٌ كَرِيْمٌ کی بات ہو رہی ہے اس میں نور جو ہے وہ آگے آگے بھاگے گا اور دائیں طرف یعنی دینی پہلو سے ان کی روشنی دکھائی دینے لگے گی اور دنیاوی پہلو سے وہ اگر نظر انداز بھی ہو گئے تھے دنیا میں تو جن کا نور آگے آگے بھاگے اور دائیں طرف روشن ہو ان کو کون ہے جو نظر انداز کر سکتا ہے۔ وہی ہیں جو دکھائی دینے والے ہیں۔

اب جگنو کی دم سے تھوڑی سی روشنی پیدا ہوتی ہے پھر بھی اندھیری راتوں میں وہ اچھی لگتی ہے تو وہ نور جو آگے آگے بھاگ رہا ہو اور دائیں طرف یعنی اعلیٰ اقدار کو، روحانی اقدار کو اس نے روشن تر کر دیا ہو۔ یہ اجر عظیم ہے یا اجر کریم ہے جس کا قرآن نے وعدہ فرمایا بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ آج کے دن تمہیں خوشخبری ہے۔ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یہ باغات ہیں جن کے نیچے، جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یہ خدا کے بندے جو قرضہ حسنہ دیں گے خدا

کو، ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ فوز عظیم ہے نہ کہ وہ چار پرسنٹ یا دس پرسنٹ کی کمائی ہوئی تمہاری چیزیں، ان کی حقیقت کیا ہے اس کے مقابل پر۔ وہ تو عارضی زائل ہونے والی، باطل ہونے والی چیزیں تھیں سارے قرضے تمہارے اتار کر اس سے ہزاروں گنا زیادہ بھی خدا دے دے گا تو یہ خدا پر قرض باقی رہے گا پھر۔

یہ قرضہ حسنہ جس کی طرف قرآن نے ہمیں بلایا اور اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس طرف اس مادی دنیا کو بلائیں اور انہی میں سے پھر لوگ زندہ ہو ہو کر آپ کے گرد جمع ہوں دنیا کے کونے کونے سے خدا کی پاک روحیں اکٹھی ہوں اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے اس نظامِ قرض میں داخل ہو کر اس کے حیرت انگیز پھل دیکھیں، کھائیں اور دوسروں کو کھلائیں۔ تحریک جدید کی برکتوں سے جو کچھ دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے یہ وہ پھل ہیں جو اس دنیا میں مل رہے ہیں اور ان پھلوں کا بھی یہی قصہ ہے ہم سمجھ رہے ہیں بڑے پھل مل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن تمہیں جب اصل پھل ملیں گے تو تم کہو گے ہاں ہمیں دنیا میں ملے تھے لیکن یہ وہ نہیں ہیں ملتی جلتی چیزیں تھیں۔ تمہیں پتا ہی نہیں کہ یہ کیا چیزیں ہیں یہ ان سے بہت زیادہ بڑی نعمتیں ہیں اور یہ اجر عظیم یا اجر کریم ہے جس کی بات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پس اس پہلو سے مالی قربانی کوئی ایسی چیز نہیں جو مادی طور پر منافع بخش ہو یا وہ مقصود ہو۔ اگر وہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا مجھے سود پہ روپیہ دو۔ صاف ظاہر ہے کہ مومن کی نیت میں قرضہ حسنہ لازماً رہنا چاہئے اور زیادہ لینے کی نیت کے ساتھ نہیں دینا چاہئے۔ جو پہلوں نے دیا تھا اس طرح دیا تھا۔ اب ایک اور امتحان در پیش ہوتا ہے دینے والے کو وہ اگر زیادہ لینے کی نیت سے دے گا تو اس دنیا میں تو اسے مل جائے گا مگر پھر اجر کریم نہیں ملے گا کیونکہ وہ قرضہ حسنہ نہیں تھا۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو قرضہ حسنہ نہیں دیتے، خدا کو سود پہ رقم دیتے ہیں ان معنوں میں کہ ان کا تجربہ ہے جب دیتے ہیں ضرور زیادہ ملتا ہے تو ان کو دنیا میں مل تو جاتا ہے مگر اجر عظیم یا اجر کریم کا وعدہ، فوز العظیم اور اجر کریم کا وعدہ ان کو نہیں ملتا۔

اللہ کی مرضی ہے احسان کے طور پر جو چاہے کر دے اس کی رحمتوں کی راہ میں تو کوئی قدغن نہیں لگا سکتا یعنی یہ مراد ہرگز نہیں مگر عام دستور کے مطابق، عقل کے تقاضوں کے مطابق یہی دکھائی

دیتا ہے کہ جو اس دنیا کو چاہتے ہوئے دے گا اس کو دنیا ہی میں ملے گا اور جو زائد ملے گا وہ فضل کی باتیں ہیں اس قانون قرض کی باتیں نہیں جس کا مضمون میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔تو یہ یاد رکھیں جب دیں تو قرضہ حسنہ کے طور پر دیں، سود کے طور پر نہ دیں اور قرضہ حسنہ کے طور پر دیں گے تو یہ سب کچھ ہوگا جو میں بیان کر رہا ہوں۔ پھر نا ممکن ہے کہ یہ کچھ نہ ہو اگر سود کے طور پر دیں گے تو ممکن ہے خدا زیادہ کر دے ممکن ہے سب کو ردّ ہی کر دے کہ گندا سودا ہے۔بعض دفعہ خدا تعالیٰ کلیۃً ردّ فرما دیتا ہے۔آپ کے ہاتھ سے تو نکل گیا مگر پھر وہ اصل بھی واپس نہیں آئے گا کیونکہ جو فاسد سودے ہوں ان کی ادائیگی ضروری نہیں ہوا کرتی۔تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس روح کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے جماعت مالی قربانی میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جائے گی۔

اب میں اعداد و شمار کی دنیا میں اترتا ہوں، سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دفتر اوّل کے باسٹھ (62) سال پورے ہوئے اور تریسٹھویں (63) سال میں داخل ہو رہا ہے یعنی باسٹھ (62) سال پہلے تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا اور آج بھی دفتر اوّل میں شامل لوگ زندہ موجود ہیں میں بھی ان میں سے ایک ہوں اللہ کے فضل سے اور بھی بہت سے ہیں اور دفتر اوّل ابھی تک جاری ہے اور جو فوت ہو گئے ان کی طرف سے جو زندہ ہیں انہوں نے ان کے کھاتوں کو زندہ کر دیا اس لئے اس پہلو سے تو یہ دفتر اب کبھی نہیں مرے گا ہمیشہ انشاء اللہ زندہ رہے گا۔اس کا 63واں سال شروع ہو رہا ہے۔دفتر دوم جو بعد میں قائم کیا گیا اس کا باونواں (52) سال ہے یعنی دس (10) سال کے بعد پھر دفتر دوم کا آغاز ہوا یعنی پہلا رجسٹر بند اور نیا رجسٹر شروع ہو گیا۔پھر دفتر سوم کے بتیس (32) سال ہو چکے ہیں یعنی دس (10) کی بجائے بیس (20) سال بعد ایک دفتر سوم کا آغاز ہوا۔پھر دفتر چہارم کے گیارہ (11) سال ہوئے ہیں یعنی یہ وہ دفتر جو میں نے شروع کیا تھا کہ پہلے کھاتے بند اور نئی نسلوں کی خاطر ایک اور دفتر کھولا تھا یہ سب اگلے سال میں داخل ہو رہے ہیں اب۔

تہتر (73) ممالک کی رپورٹس آئی ہیں جبکہ گزشتہ سال ان ممالک کی تعداد کم تھی اور امسال میں نے ہدایت کی ہے کہ اگلے سال کم سے کم سو (100) ممالک کو تحریک جدید میں ضرور شامل کرنا ہے۔اوّل تو یہ ٹارگٹ، یہ ہدف سامنے رکھنا چاہئے کہ اگر ایک سو چون (154) ممالک میں احمدیت ہے تو کیوں ایک سو چون (154) ممالک تحریک میں شامل نہ ہوں۔چندہ عام میں تو خدا کے فضل

سے بہت سے نئے ممالک، نئے آنے والے بڑی ہمت کے ساتھ اور عزم کے ساتھ داخل ہوئے ہیں۔ جو چندہ پورا نہیں دے سکتے بعضوں کی درخواستیں بھی آئی ہیں کہ ہم ابھی حال ہی میں احمدی ہوئے ہیں ہمیں نصف شرح سے اجازت دی جائے تو ان کے اندر یہ مالی نظام کی اہمیت پیدا ہوگئی ہے کہ اگر کم دینا ہے تو کم دیں مگر پوچھ کر کم دیں۔ تو یہ جو دفاتر ہیں یہ اب سارے تو ہر جگہ پھیل نہیں سکتے جو وفات پا گئے وہ تو گزر گئے مگر نئے ممالک میں کم سے کم آخری دفتر کا اجراء لازم ہونا چاہئے اور اب آخری کا ہوگا کیونکہ اب جو کھاتہ نیا کھلے گا اس میں وہی آئیں گے جو نئے آنے والے ہیں تو مجھے امید ہے ہر کوشش جماعت کی پھل لاتی ہے صرف توجہ کی بات ہے۔ اب تو وہی حساب ہوگیا کہ درخت پھلوں سے لدا پڑا ہے ذرا سا ہلا دو بس اس سے زیادہ تم نے کوئی کام نہیں کرنا۔ جو بھی تحریکیں میں نے کی ہیں ان کا یہی نتیجہ دیکھا ہے کہ جماعت نے صرف درخت ہی ہلائے ہیں اور پھل پہلے سے تیار خدا نے کئے ہوئے تھے وہ گرتے ہیں ان کو جھولیوں میں بھر لینا ان کو سمیٹنا، صاف ستھرا رکھنا، ان کی حفاظت کرنا دشمنوں اور گندوں سے، یہ جماعت کا فریضہ رہ جاتا ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ تحریک جدید میں انشاء اللہ آئندہ سال اس پہلو سے میں آپ کو بڑی خوشخبریاں دے سکوں گا۔

وعدہ جات کا جہاں تک تعلق ہے ایک زمانہ تھا جبکہ ہمیشہ وعدہ جات سے ادائیگیاں پیچھے رہ جایا کرتی تھیں اور بڑی مصیبت پڑی ہوتی تھی دفتر والوں کو، کہ او ہو اتنی کمی رہ گئی، اتنی کمی رہ گئی اور اب یہ حال ہے کہ وعدہ جات سے جماعت ہمیشہ آگے بڑھا کر دیتی ہے۔ اب یہ عجیب جماعت ہے، یہ جماعت اس شان کی اس روح کی جماعت کوئی دنیا میں دکھائے تو سہی کہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی دلیل مانگتے ہیں جب سورج چڑھ جائے اس کی دلیل کیا مانگو گے تم۔ اس مادی دنیا میں، ساری دنیا میں کل عالم میں ایسی قربانی کرنے والی جماعت جو طوعی طور پر پیش کرے اور کوئی اس پر جبر نہ ہو اور جتنا وعدہ کرے اس سے آگے بڑھا دے کوئی صورتیں ہوں تو نکال کے تو دکھاؤ کہیں۔

ایک دفعہ ایک Non-Ahmadi سے گفتگو ہو رہی تھی انہوں نے کہا جی باقی بھی تو قربانی دے رہے ہیں سارے دنیا کے ممالک شامل ہو رہے ہیں، آپ اپنی قربانی کا صرف ذکر کرتے ہیں۔ میں نے کہا دکھاؤ تو سہی کون سی جماعتیں ہیں۔ سارے ملازمین ہیں حکومت کا پیسہ کھانے والے، تیل کا پیسہ کھانے والے اور زکوٰۃ چاٹنے والے۔ وہ کہاں جماعت ہے جو ساری کی ساری

اپنے سارے بوجھ اپنی جان سے لگا کے اس طرح چلے جیسے ماں بچے کو جان سے لگا کر چلتی ہے اور بوجھ محسوس نہیں کرتی۔ یہ جماعت دکھاؤ کہیں، جس میں ہر ایک حصہ لے رہا ہو اور یہ احساس ہو کہ ابھی کم لیا ہے اور توفیق ہو تو اور لیں اور جتنا لے پچھتائے نہیں بلکہ اور زیادہ مزہ آنا شروع ہو جائے۔ جتنا دے اور بھی زیادہ دینے کو دل چاہے۔ یہ تو الٰہی سلسلے ہیں۔ انبیاءؑ کی جماعتوں کے سوا یہ توفیق نہ کبھی دنیا میں کسی کو ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے، چیلنج ہے کر کے دکھا دو یہ۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی اور دکھائی نہیں دیتی تو یہ زندہ جماعت، یہ قربانی کرنے والی جماعت ہے جس کو دیکھو اور ایمان لے آؤ اس کے بغیر تمہارے لئے، تمہاری شرافت کے لئے اور کوئی چارہ نہیں ہے، اتنی کھلی کھلی حقیقت ہے۔ یہ جواب جب میں نے دیا تو سوال کرنے والا جو ایک بوسنین تھا وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک کہا ہے آپ نے، ایسی ہمیں کوئی نہیں دکھائی دے رہی جگہ۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کا تو قصہ ہی اور ہے اور جو نور کے وعدے ہیں وہ تو اس دنیا میں بھی پورے ہوں گے کچھ نہ کچھ، لیکن اصل میں وہ آخرت میں پورے ہوں گے۔ اگر پاکستانی روپے میں ڈھالا جائے نو کروڑ بائیس لاکھ کا وعدہ گزشتہ سال تھا اور وصولی خدا کے فضل سے پاکستانی روپوں میں نو کروڑ ساٹھ لاکھ ہوئی ہے، بائیس کی بجائے۔ یہ اس سے بھی زیادہ ہوتی مگر پاکستانی روپے کی قیمت گر گئی ہے اس لئے وہ اعداد و شمار یہ خطرہ تھا کہ کم نہ نظر آئیں مگر بڑھا یا خدا نے اتنا کہ اس کی گرتی ہوئی قیمت کے باوجود پھر بھی ابھی زیادہ ہے خدا کے فضل سے۔ انٹرنیشنل کرنسی میں دیکھیں تو آپ کو فرق زیادہ نظر آئے گا۔ وعدہ جات چودہ لاکھ چالیس ہزار سات سو پاؤنڈ تھے۔ وصولی پندرہ لاکھ آٹھ ہزار تین سو پاؤنڈ ہوئی۔ مگر گزشتہ سال کی وصولی کو دیکھیں تو پھر آپ کو اصل چھلانگ نظر آئے گی۔ اس سے پہلے سال بارہ لاکھ چوبیس ہزار کی وصولی تھی اس سال پندرہ لاکھ کی وصولی ہوئی ہے تو یہ اتنا نمایاں فرق ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنی ذات میں ایک نشان ہے۔

سال اکسٹھ (61) اور باسٹھ (62) کا موازنہ اگر آپ چاہتے ہیں پاؤنڈوں میں اور وصولی کا موازنہ، تو وہ یوں ہے کہ اکسٹھ (61) میں تیرہ لاکھ اکتیس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ باسٹھ (62) میں چودہ لاکھ چالیس ہزار سات سو سڑسٹھ کا وعدہ تھا گویا اضافہ وعدوں میں ایک لاکھ نو ہزار ایک سو سنتالیس پاؤنڈ کا ہوا۔ وصولی کے لحاظ سے سال 95-1994ء میں تیرہ لاکھ اکتیس ہزار کے وعدے کے

مقابل پر بارہ لاکھ چوبیس ہزار وصولی ہوئی۔ یہ کم ہے لیکن جس وقت بند کیا گیا تھا اس وقت یہ وصولی تھی اور ایک غلطی انہوں نے یہ کی ہے کہ پاکستانی روپے کو آج کے حساب سے جب اس کو تقسیم کیا ہے تو یہ رقم کم ہوگئی ہے۔ دو سال پہلے جو پاکستانی روپے کی قیمت تھی اگر اگر اس پر ڈھالیں تو پھر یہ رقم باوجود اس کے کہ اضافہ وصولی کے لحاظ سے زیادہ نہیں پھر بھی بڑھ جائے گی لیکن اگلے سال اب آپ دیکھ لیں کہ باسٹھ (62) میں وعدہ چودہ لاکھ چالیس ہزار کا تھا اور روپے کی قیمت گرنے کے باوجود وصولی پندرہ لاکھ آٹھ ہزار تین سو اِکیس ہے۔ پس اگر کوئی پیچھے کمی تھی جو مجھے علم ہے کہ روپوں میں کمی نہیں ہوئی تھی وہ بھی خدا کے فضل سے پوری ہوگئی۔

مجاہدین کی تعداد کے لحاظ سے میں نے کہا تھا کہ بڑھائیں پہلے ایک لاکھ سے بھی کم تھی تو تحریک جدید میں تو لکھوکھہا ہونے چاہئیں۔ اب کیونکہ گزشتہ چند سالوں میں تو تیس چالیس لاکھ کا اضافہ ہو چکا ہے جماعت کی تعداد میں، اس پہلو سے ان میں سے تحریک جدید کے مجاہدین آنے چاہئیں تھے۔ یہ رفتار ابھی کم ہے لیکن بہرحال اضافے کی طرف رجحان ہے ایک لاکھ اکاسی ہزار دوسو انتیس کی بجائے امسال دو لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو چالیس مجاہدین تحریک جدید ہیں اور یہ اضافہ اپنی ذات میں خدا کے فضل سے اکیس فیصد ہے۔ سینتیس ہزار کا اضافہ ہوا، اکیس فیصد اضافہ ہے گویا کہ۔

ممالک کا جہاں تک تعلق ہے امریکہ نے تحریک جدید کے میدان میں حیرت انگیز طور پر قدم آگے بڑھایا ہے گزشتہ سال ان کی وصولی دو لاکھ پچھتر ہزار امریکن ڈالر تھی اور چونکہ انہوں نے وقف جدید میں یہ ارادہ کیا تھا، عزم کیا تھا کہ وقف جدید میں ہم نے دنیا میں کسی کو آگے نہیں نکلنے دینا وہ پورا کر لیا تھا اس لئے میں نے ان پر تحریک جدید میں اتنا زور نہیں دیا۔ میں نے کہا کہیں طاقت سے بڑھ کر نہ بوجھ پڑے لیکن از خود ہی ان کو خیال آیا کہ وقف جدید میں ہم نے اتنا کیا ہے تو تحریک جدید کو کیوں پیچھے چھوڑیں؟ آخر ہماری جماعتیں تحریک جدید ہی کا تو پھل ہیں۔ اس خیال سے انہوں نے کوشش کی گزشتہ سال ان کی وصولی دو لاکھ پچھتر ہزار ڈالر تھی اس سال ان کی وصولی پانچ لاکھ ایک ہزار امریکن ڈالر ہے اور یہ اضافہ بیاسی فیصد بنتا ہے ماشاءاللہ۔

اور مجاہدین کی تعداد میں بھی امریکہ نے حیرت انگیز اضافہ کیا ہے، دو ہزار دو سو مجاہدین تھے گزشتہ سال۔ یہ سال جو گزرا ہے اس میں تین ہزار آٹھ سو انتالیس مجاہدین بڑھے ہیں۔ اب سوال یہ

پیدا ہوتا ہے کہ مجاہدین بڑھے ہیں تو کہیں یہ کوئی رسمی طور پر چھ، چھ روپے لے کر تو نہیں بڑھائے گئے۔ یہ حقیقی اضافہ جو ہے تب پتا چلے گا جب ان کے چندہ دہندگان کے چندوں کی اوسط دیکھیں گے۔ اگر مجاہدین کی تعداد بڑھ رہی ہو اور اوسط گر رہی ہو تو مجاہدین کے لحاظ سے تو خوشی کی خبر ہے مگر اوسط کے لحاظ سے اندازہ ہوگا کہ تھوڑا تھوڑا دے کر خانہ پری کر کے دوست شامل ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم جب اعداد و شمار پر آتے ہیں ان کا موازنہ کرتے رہتے ہیں مختلف پہلوؤں سے۔ گزشتہ سال ان کا فی کس قربانی کا معیار جب کہ چندہ دہندگان دو ہزار دو سو تھے فی کس قربانی کا معیار اناسی پاؤنڈ فی کس تھا امسال جبکہ چندہ دہندگان کی تعداد تین ہزار آٹھ سو انتالیس ہے فی کس قربانی کا معیار بیاسی پاؤنڈ ہو گیا ہے یعنی کم ہونے کی بجائے بڑھ گیا ہے تو یہ ایک حقیقی اضافہ ہے جس کے متعلق کسی پہلو سے بھی دیکھیں اس کو انسان عزت کی اور قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔

اس اضافے کے لحاظ سے دوسرا جو ملک غیر معمولی طور پر قدر کے لائق ہے وہ پاکستان ہے۔ پاکستان کی تحریک جدید کو میں نے چھیڑا تھا۔ میں نے کہا خدا کے لئے کچھ شرم کرو، وقف جدید اتنی بعد میں آئی اور کہاں سے کہاں پہنچ گئی تم ابھی تک وہیں بیٹھے ہوئے ہو تو بہت انہوں نے پھر محنت کی ہے۔ وکیل اعلیٰ صاحب نے اپنی خاص نگرانی میں سارے شعبوں کو حرکت دے دی اور انصار، خدام سے استفادے کئے تو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا پہلے ان کی قربانی تھی اعداد و شمار آگے ہیں اتنا کہ پچاسی لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے ان کا ایک کروڑ کے دائرے میں تھے اتنا مجھے یاد ہے۔ اب خدا نے اتنا زیادہ ان کو آگے بڑھا دیا مگر مشکل یہ ہے کہ دوسرے آگے بڑھنے والے بھی تو تیز بڑھ رہے ہیں اس لئے ان کی پوزیشن اول نہیں آسکی پھر بھی۔

ابھی تک جو دس جماعتیں ہیں ان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے جرمنی نے کسی اور کو آگے نہیں بڑھنے دیا اور اگر چہ ان کا امسال کا اضافہ تھوڑا ہے مگر چونکہ پہلے ہی خدا کے فضل سے وہ بڑی ٹھوس قربانی اور محکم قربانی کر رہے ہیں جس میں تزلزل نہیں ہے تو جرمنی کی اس دفعہ جو پوزیشن ہے وصولی کی تین لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ ہے۔ امریکہ نمبر دو پر ہے تین لاکھ تیرہ ہزار اور امریکہ نے پاکستان کو ایک نوچ نیچے کر دیا ہے آگے ورنہ پہلے جرمنی کے بعد پاکستان آیا کرتا تھا۔ تو ہے تو یہ گڑ بڑ والی بات لیکن مجبوری ہے نیکی کے کاموں میں دوڑ تو ہوتی ہے کچھ آگے بڑھیں گے، کچھ پیچھے ہٹیں

گے۔تو پاکستانیوں سے معذرت کے ساتھ یہ عرض ہے یہ بڑی انہوں نے دوڑ ماری، بہت کوشش کی،خوب بھاگے لیکن امریکہ پھر بھی آگے نکل گیا اور یہ جو دوڑ ہے اس کا مزہ آتا ہے دیکھنے کا، مارامار مقابلے ہورہے ہوں پھر کوئی آگے نکل آئے کوئی پیچھے رہ جائے یہ گھوڑوں کی دوڑ کا جواصل مزہ ہے وہ یہ ہے کہ Neck to Neck دوڑ ہورہی ہو اور غیر متوقع گھوڑا ایک دم آگے آجائے تو یہ جو دوڑ ہے قربانیوں کی یہ ہماری گھڑ دوڑ ہے بہت ہی مزے کی قرضہ حسنہ والا مضمون بھی اپنا اور یہ جوا بھی اس پہ لگا یا ہوا ہے ہم نے، اسی پر سارا داؤ پیچ ہے۔تو دیکھیں کتنے مزے کی دوڑ ہوئی ہے امریکہ آخر آگے نکل گیا اور برطانیہ کو ماشاء اللہ توفیق ملی ہے چوتھے نمبر کو قائم رکھا ہے یا پیچھے سے آیا مجھے علم نہیں لیکن چوتھا نمبر نہیں چھوڑا برطانیہ نے، کینیڈا پانچویں پر ہے، انڈونیشیا چھٹے پر، سوئٹزرلینڈ ساتویں پر، ہندوستان آٹھویں پر اور ماریشس نویں نمبر پر اور جاپان دسویں نمبر پر ہے۔یہ جو موازنے ہیں یہ پوری طرح حقیقت میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ہم نسبتیں تو بنالیتے ہیں مگر روح قربانی کے یقینی فیصلے اس پر نہیں ہو سکتے کیونکہ ملکوں کے حالات مختلف ہیں اقتصادیات مختلف ہیں فی کس احمدی کتنے ملازمت میں ہیں کتنے فارغ ہیں کتنے تجارت کررہے ہیں بہت سے ایسے عوامل ہیں جو اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے بعض لوگ مجھے احتجاج کے خط لکھ دیتے ہیں کہ آپ نے فلاں بات دیکھی ہوتی تو شاید ہمارا اخلاص زیادہ ثابت ہوتا۔

اخلاص تو اللہ نے دیکھنا ہے۔پس **سبحان من یرانی** پر نظر رکھا کریں۔ہم تو اعداد و شمار کی بات کرتے ہیں اس میں بھی ایک لطف ہے اس سے بھی فائدے پہنچتے ہیں اس سے بھی کچھ لوگ آگے نکل جاتے ہیں اور جو پہلے پیچھے تھے کئی لوگوں میں نئے جذبے بیدار ہوتے ہیں۔تو اس نیک نیت کے ساتھ ایک پر لطف ذکر چلتا ہے۔اس لئے مراد یہ نہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھیں کہ ہم ذلیل ہو گئے ہم پیچھے کر دئے گئے، یہ اعداد و شمار پیش اس طرح کئے جاتے تو شاید ہم آگے نکل آتے۔یہ فضول باتیں ہیں اپنی طرف سے جو تجزیہ جائز ہے وہی کیا جاتا ہے اور روپے کی قیمتوں کا بڑھنا، گرنا ورنہ ان بحثوں میں نہیں ہم پڑ سکتے ورنہ یہ اقتصادیات کا ایک ایسا قصہ چل پڑے گا جس کو ماہرین بھی سمیٹ نہیں سکتے، حقیقت میں بہت، بے شمار فیکٹرز ہیں۔

تو اللہ بہر حال مبارک فرمائے امریکہ کو اس نے غیر معمولی ترقی کی، آگے بڑھا۔جرمنی کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ابھی تک اپنی سرداری قائم رکھی ہے۔پاکستان کو یہ فائدہ ہوا کہ بہت گر جاتا

اگر غیر معمولی کوشش نہ کرتے کیونکہ روپیہ بھی گر گیا اور دوسرے ملک اوپر سے آ گئے اس کے باوجود پاکستان کا اوپر آنا ایک بہت بڑی خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر کرنسیوں کی مقامی لحاظ سے یہ جو کرنسیوں نے ترقی کی یا آگے پیچھے ہوئیں ان کے لحاظ سے اگر انہی کرنسیوں میں مقابلے کئے جائیں نہ کہ پاکستانی روپے یا ڈالر میں ڈھال کر یا پاؤنڈوں میں ڈھال کر تو اپنی اپنی کرنسی کے لحاظ سے تو اس طرح پھر ہمیں توفیق مل جاتی ہے کہ پاکستان کو اوّل قرار دے دیں کیونکہ اپنی کرنسی کے اعتبار سے پاکستان نے پچاسی لاکھ اضافہ کیا اور ایک کروڑ ستاسی لاکھ روپے ان کے بنتے ہیں۔

امریکہ نے دو لاکھ چھبیس ہزار پانچ سو پچاس کر کے جو اضافہ کیا ہے وہ بیاسی اعشاریہ اڑتیس فیصد (82.38%) ہے۔ پاکستان کا پاکستانی کرنسی میں تراسی فیصد (83%) ہے تو تھوڑا سا جس کو Neck to neck race کہتے ہیں نا، کہ چوتھائی گردن آگے نکل گیا گھوڑا یا اتنا اس سے بھی کم اور Photo Finish ہے یہ ان دونوں کے درمیان۔ جرمنی کو اس پہلو سے ان دونوں نے کافی پیچھے چھوڑا ہے یعنی چوبیس فیصد جرمنی کا اضافہ ہوا ہے لیکن ان کے حالات جس طرح متوازن چندے دے رہے ہیں ان پر شکوہ کوئی نہیں ہے۔ بہر حال ایک یہ ذریعہ تھا میں چاہتا تھا کہ پاکستان کو بھی کچھ تھوڑا سا مزہ آ جائے اور پاکستان کو مزہ کے لفظ سے اتنا مزہ نہیں آتا جتنا ''سواد'' کے لفظ سے مزہ آتا ہے تو ایسی بھی تھوڑی سی بات کر دی کہ پاکستان کو بھی سواد آ جائے کہ ہاں ہم آگے نکل گئے ہیں ماشاء اللہ۔ باقی اعداد و شمار کی اب اس وقت یہاں گنجائش نہیں ہے کئی پہلو سے تیار کئے گئے ہیں مگر وقت ختم ہو گیا ہے جمعہ کا، میں نے بعد میں سفر پہ بھی جانا ہے۔

تو اس تمہیدی بیان کے بعد ان آیات کی روشنی میں جو میں نے تلاوت کی تھیں، میں تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز کرتا ہوں۔ یہ مختلف دفاتر کے لئے مختلف نمبر کے سال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ اسی طرح ایک پاک محبت کے مقابلے کی دوڑ میں نہ کہ ایک حسد کے مقابلے کی دوڑ میں، پاک محبت کے مقابلے کی دوڑ میں ہمیشہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین